جو باقی کام ہے
وہ قرض تم پر!

معین الدین شامی

نوائے غزوۂ ہند
مطبوعات

جو باقی کام ہے وہ قرض تم پر!

معین الدین شامی

نوائے غزوۂ ہند
مطبوعات

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلله فلا هادي له، ونشهد أن لا إله إلا الله ونشهد أن محمدًا عبده و رسوله. ربِّ اشرح لي صدري ويسّر لي أمري واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي،

أما بعد!

یہ سطور شدتِ غم والم میں سپردِ قرطاس کر رہا ہوں، ان سطور میں خونِ جگر بھی شامل ہے اور آنکھوں کے اشک بھی۔ غم ہر ہر لحظے کے ساتھ سوا ہوا جا رہا ہے۔ غم ایسا ہے کہ کبھی کبھی سر کو زانوؤں کے بیچ دبا کر سوچتا ہوں کہ اگر یونہی سوچتا رہا اور اس غم والم کے حل کا کوئی طریقہ نہ سوچا، تو نجانے قلب وذہن کی حالت کیسی ہو جائے؟ پس، یہی سوچ کر یہ چند سطریں لکھنے کا ارادہ کر لیا۔ خیال آیا کہ وقت کا تقاضا ہوش وحواس میں رہ کر کچھ راہِ عمل سوچنے لکھنے کا ہے، لیکن مجھ پر جذبات غالب ہیں۔ پھر سوچا کہ راہِ عمل جذباتی نہیں ہونی چاہیے، باقی جس میں جذبات نہ ہوں وہ تو بے حس ہوتا ہے اور اسی بے حسی کا ایک بڑا درجہ بے غیرتی ہوا کرتا ہے، اس کے سامنے اس کے پیارے کٹتے ہیں لیکن اٹھتا نہیں تو اس کی مثال تو عالَمِ حیوان میں بھی نہیں ملتی!

آج کے ان حالات میں کوئی نادان ہی ہو گا جسے میرے غم والم کا سبب معلوم نہ ہو۔ یہ غم والم میرا نہیں، ساری امت کا غم والم ہے۔ آج امتِ مسلمہ کے ہر ہر فرد، حتیٰ کے نونہالوں کا بھی یہ عالَم ہے، ابھی کل شب کی بات ہے کہ رات گئے دو کم سِن بچیوں کو فلسطین کے غم میں اپنے ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگتا اور روتا دیکھا، سبھی جوان ونونہال اس شعر کی تجسیم بنے ہوئے ہیں:

خنجر چلے کسی پہ، تڑپتے ہیں ہم امیرؔ
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

میں کسی بوڑھے وجوان، بچے وبڑے، مرد وعورت کو نہیں جانتا جس کا کلیجہ اسرائیل کی جارحیت پر چِرا نہ جاتا ہو۔ سوچتا رہا کرتا تھا کہ وہ کیسے عیسائی ہوں گے جو عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام کو دیکھ کر ایمان لے آئیں گے، کمپیوٹر وٹی وی

کی سکرینوں پر فلسطین میں ہوتی جارحیت کو دیکھ کر جو چند عیسائی مجاہدینِ فلسطین کے حق میں بولے تو سوچا شاید ایسے ہی کچھ لوگ ہوں گے جو مشرف بہ اسلام ہوں گے۔ مقصود یہ تھا کہ سبھی اہلِ عقل آج فلسطین کے ساتھ، اسرائیل کے مقابلے میں کھڑے ہیں۔

مجاہدینِ 'کتائب القسام' اور ان جیسے دیگر فلسطینی مجاہدین کی بہادری، جاں نثاری، شہادت فی سبیل اللہ سے محبت، جہاد و قتال فی سبیل اللہ کا شوق اور فدائیت وجواں مردی کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ انہوں نے کتابِ تاریخ میں ایسے فدائی معرکے کی داستان رقم کی ہے جس کی نظیر تاریخ میں کم کم ملتی ہے۔ ہزاروں فدائی مجاہد، ہوا و پانی کی لہروں کے دوش پر غاصب یہودیوں کی سرحدیں عبور کر کے ان کے آرام محلوں اور ایسے قلعوں میں داخل ہو گئے، جہاں ان دشمنوں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ ان کو کوئی گزند پہنچے گی۔ گنبدِ آہنی (Iron Dome) کے تحت، مخلوق میں زندگی سے سب سے زیادہ محبت رکھنے والے یہودیوں کو عذابِ الٰہی 'طوفان الاقصیٰ' نے یوں دبوچا جیسے عاد و ثمود کو عذابِ الٰہی نے دبوچا تھا۔ گنبدِ آہنی کے تحت جینے والے، آرام سے سو رہے تھے، انہیں اپنے اسلحے اور قوت پر، اپنے گنبدِ آہنی پر بڑا بھروسہ تھا اور وہ زبانِ حال سے کہہ رہے تھے کہ یہاں موت کا کیا کام، ہمارے پاس دنیا کی بہترین گنبدِ آہنی کی ٹیکنالوجی ہے 'مَنۡ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً'، بھلا ہم سے بھی زیادہ کوئی قوت والا ہے؟ عاد و ثمود کی مانند وہ بھی بھول گئے تھے 'هُوَ أَشَدُّ مِنۡهُمۡ قُوَّةً' وہ اللہ جس نے انہیں پیدا کیا وہ ان سے قوت میں کہیں زیادہ ہے، بلکہ قوت تو اسی کے لیے ہے اور اس کا عذاب بہت ہی شدید ہے، فرمایا: 'أَنَّ الۡقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعاً وَأَنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الۡعَذَابِ'۔ پھر عذابِ الٰہی کو بھی بیان کر دیا کہ میرے مجاہد بندو! قتال میں نے تم پر فرض کر دیا ہے، پس ان سے لڑو، 'قَاتِلُوهُمۡ'، اب کی باری اللہ ان کو عذاب تمہارے ہاتھوں دے گا، اور انہیں ذلیل و رسوا کرے گا، اور تمہاری ان کے مقابلے میں مدد کرے گا، 'يُعَذِّبۡهُمُ اللّٰهُ بِأَيۡدِيكُمۡ وَيُخۡزِهِمۡ وَيَنصُرۡكُمۡ عَلَيۡهِمۡ' اور ان کافروں کے ظلم و ستم کے سبب تمہارے دل جس آگ میں جل رہے تھے، وہ اللہ اس کڑھن کو بھی ختم کر دے گا، فرحت و شادمانی تمہارا مقدر ہو گی، 'وَيَشۡفِ صُدُورَ قَوۡمٍ مُّؤۡمِنِينَ'۔ بے شک ان احکامِ الٰہی کی روشنی میں ان مجاہدینِ سرفروش کی ستائش جس قدر کی جائے کم ہے۔ لیکن ان کی ستائش کا ایک پہلو اس سے بھی بڑھ کر ہے۔

ان مجاہدین نے اپنی قلتِ سامانی کے باوجود ایک حجت دنیا بھر کے اہلِ ایمان پر قائم کر دی ہے۔ انہوں نے زبانِ حال سے بھی کہا اور زبانِ قال سے بھی:

ہے تم سے قومِ مسلم اک گزارش
ہمارے خون سے لکھی نگارش
ادا کر آئے جو تھا فرض ہم پر
جو باقی کام ہے وہ قرض تم پر

دیکھو مسلمانو! بے سروسامانی کے عالَم میں ہم ابابیلوں نے ابرہہ ٔ زماں پر برسانے کے لیے کنکر و پتھر جمع کیے۔ اب جب تیاری استطاعت بھر ہو گئی، تو ہم ابابیلوں کی مانند کائنات کی ذلیل و خبیث ترین مخلوق پر حملہ آور ہو گئے۔ پیراشوٹوں سے لٹکتے اور اسرائیلیوں پر گرتے تم نے ہمیں دیکھا ہو گا۔ ہمیں ہمارے مالک اللہ نے، گنبدِ آہنی کے مقابل گنبدِ آہنی بنانے کا حکم نہیں دیا تھا، کہا تھا ان سے لڑنے کی تیاری میں قوت جمع کرو جس قدر تم میں استطاعت ہے ’وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ‘۔ پس، ہم نے وہ تیاری کی۔ اس استطاعت بھر تیاری کا ثمر دیکھو کہ دنیا کی شاطر ترین انٹیلی جنس ایجنسیاں موساد و شاباک کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوئی، چند دنوں میں محدود وسائل کے ساتھ (دمِ تحریر) ڈیڑھ ہزار یہودیوں کا ان کے گنبدِ آہنی کے نیچے، ان کے آرام کدوں میں قتل کسی معجزے سے کم نہیں!

مجاہدینِ فلسطین کی مدح مطلوب، مسلمانانِ فلسطین کے غم میں صفِ ماتم بچھانا مطلوب، ان کے حق میں مظاہرے کرنا مطلوب، لیکن یہ سب اصلی مطلوب نہیں۔ اصلی مطلوب تو پچھلی دس دہائیوں سے، جب برطانوی صلیبی جرنیل ایلن بی بیت المقدس میں داخل ہوا تھا اس روز سے آج تک یہ تھا اور ہے کہ مثلِ صلاح الدین ایوبی صلیب و صہیون کے بیٹوں کو انہی کے خون میں نہلا کر ارضِ قدس کو آزاد کروایا جائے۔ اگر ہم نے بطورِ امت یہ کام کیا ہوتا، اس کام کی تیاری کی ہوتی تو دنیا کا نقشہ آج اس قدر بھیانک نہ ہوتا۔ دنیا کے نقشے پر اسرائیل کی نجس ’ریاست‘ موجود نہ ہوتی۔

بے شک امتِ مسلمہ پر سقوطِ اندلس کے بعد سے جہاد فرضِ عین ہے[1]۔ پس، اس جہاد کی فرضیت میں ہر ہر دن، بلکہ ہر ہر لحظے کے ساتھ 'فرضیت' کا درجہ بڑھ رہا ہے۔ اندلس کے سقوط کے بعد خلافتِ عثمانیہ کا بھی سقوط ہوا، اس سے پہلے اور اس کے بعد پوری امتِ مسلمہ کی تاریخ وجغرافیہ، حتیٰ کہ اہلِ اسلام کا دین بھی (اقامتِ دین ونفاذِ شریعت کے معنیٰ میں) استعمار کی نو آبادی میں بدل گیا۔ مراکش تا انڈونیشیا و فلپائن ہر خطے پر کہیں پرتگالی قابض ہوئے، کہیں، فرانسیسی، کہیں برطانوی، کہیں ڈچ، تو کہیں جرمن واطالوی۔ ارضِ قدس پر صلیب وصہیون کے بیٹے قابض ہوئے اور پھر ایک انگریز جرنیل ارضِ شام میں صلاح الدین ایوبیؒ کی قبر پر ٹھوکر مار کر یہ کہتا سنائی دیا کہ 'صلاح الدین ہم پھر آ گئے'۔ ارضِ حرمین پر صلیبی وصہیونی گھیرا تنگ ہوا، مسجد الحرام سے چند کلومیٹر دور امریکی فوجوں نے اڈے بنائے۔ پھر یہودِ نا مسعود مسجدِ نبوی (علی صاحبہا ألف صلاۃ وسلام) میں دندناتے نظر آئے۔ ارضِ حرم میں نوبت یہاں تک پہنچی کہ 'حرم رسوا ہوا پیرِ حرم کی کم نگاہی سے' کی مانند خود کو حرمین شریفین کا متولی کہنے والوں نے ایک لادین فاحشہ کو بلایا اور اس نے کھلم کھلا ابھی اگست ۲۰۲۳ء کی آخری تاریخوں میں شرک کے قیام کی دعوت دی، اللہ کے بجائے دیویوں کی پُوجا کی دعوت، خدا کو چیلنج کرتے ہوئے، انبیاء علیہم السلام کی دعوت کو بے وقعت قرار دیتی بکواس وہذیان بکی۔ پھر آج اسرائیل کے خلاف اہلِ غزہ کا معرکہ اور اس کے بعد اہلِ غزہ پر اسرائیل کی شدید ترین بمباری، ایٹم بم برسائے بغیر غزہ ہیروشیما وناگاساکی کا منظر پیش کر رہا ہے۔

ہر واقعے کے ساتھ جہاد کے واجبِ شرعی ہونے میں، اس کی فرضیتِ عینیہ میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ پس آج امتِ مسلمہ کے ہر ہر فرد پر وہ مرد ہو یا عورت جہاد ماضی کی نسبت زیادہ شدت کے ساتھ فرضِ عین ہے۔ اس فرضِ عین کی ادائیگی کا مقصد صرف مقدسات کی حفاظت، ارضِ اسلامی کی بازیابی، مسلمانوں کی نصرت واعانت اور دنیا میں اللہ کے دین کا کلمہ بلند ہو جانا نہیں، بلکہ اس سب سے قبل اپنی گردنیں اللہ کے دربار میں آزاد کروانا ہے کہ اے مالک ہم سے جو بن پڑا، ہم نے کیا اور یہ کر کے ہم حاضر ہیں، اب ہمیں دوزخ کا ایندھن بننے سے بچا لے اور اپنی رحمت کی چادر سے ہمیں ڈھانپ لے۔

---

[1] ملاحظہ ہو فضیلۃ الشیخ عبد اللہ عزام شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب 'ایمان کے بعد اہم ترین فرضِ عین'، مطبوعہ مبشرات، اسلام آباد۔

آج فلسطین (نام نہاد اسرائیل) میں جاری جنگ اور غزہ کی زمینی، فضائی اور بحری ناکہ بندی، اشیائے خورد و نوش کی غزہ میں داخلے پر پابندی، بجلی و پانی کی بندش ثم آتش و آہن، بارود و فاسفورس کی زہریلی بارش اور اس کے نتیجے میں ڈھائی ہزار اہلِ ایمان کی شہادتیں اور نو ہزار زخمی (ولا حول ولا قوۃ اِلا باللہ) کے سبب، آج دنیا بھر کے اہلِ اسلام (جن میں عوام المسلمین بھی شامل ہیں، علمائے مسلمین بھی اور مجاہدینِ اسلام بھی) پر ماضی سے زیادہ بھاری ذمہ داری پڑ چکی ہے۔ اور اگر مسلم ممالک کے حکمرانوں میں واقعی ایمان موجود ہے تو آج مسئلۂ فلسطین ان کے ایمان کے دعوے کی دلیل طلب کر رہا ہے، آج ایمان و نفاق کے خیموں کے جدا ہونے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ بائیس سال قبل ایک یومِ تفریق نائن الیون کی صورت میں ایمان و کفر کے خیمے واضح کرنے کا سبب بنا تھا اور اہلِ اسلام ایک واضح جنگ میں اہلِ کفر کے سرغنہ امریکہ کے خلاف جنگ میں اترے تھے۔ بعینہٖ اسی طرح، آج کا یومِ تفریق 'طوفان الأقصیٰ' کا معرکہ ہے۔ یہ معرکہ ایمان و نفاق کے خیموں کی تقسیم کا سبب بنے گا (ان شاء اللہ)۔ آج کے اس معرکے کے سبب اندر کا ایمان ظاہر ہو گا یا اندر کا کفر۔

فلسفۂ 'ٹیررازم' کی قلعی کھلتی ہے

مسئلۂ فلسطین دنیا کے ان چند واضح مسائل یا ان چند واضح جنگوں میں سے ایک ہے جہاں کے جہاد کو سیکولر لوگ بھی جنگِ آزادی 'فریڈم فائٹ'، کے نام سے جانتے اور بیان کرتے ہیں۔ ساری دنیا (شرعی پیمانوں سے نہیں) لیکن فلسطین کے قضیے کو کم سے کم دو ریاستی حل 'ٹو سٹیٹ سولیوشن' کی صورت میں حل ہوتا دیکھنا چاہتی ہے۔ پھر دنیا کے اکثر لوگ فلسطین کی مقاومتی تحریکات کو برحق سمجھتے ہیں۔

لیکن اپنے شرعی واجب کی ادائیگی، شرعی، عقلی اور اخلاقی حق کے حصول کی خاطر مجاہدینِ فلسطین نے جب معرکۂ 'طوفان الأقصیٰ' کا آغاز کیا تو امریکہ اور ساری یورپی اقوام نے اس معرکے کو 'ٹیررازم' کا نام دیا۔ اس لیے کہ اس میں اسرائیلی عورتوں کو بھی پورے 'اسرائیل' میں نشانہ بنایا گیا، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جن عورتوں کو اس معرکے میں قتل یا گرفتار کیا گیا وہ سبھی اسرائیلی فوج میں ملازم ہیں یا رہ چکی ہیں۔ اسرائیل میں ہر مرد بتیس ماہ (ڈھائی سال) اور عورت چوبیس ماہ (دو سال) تک اسرائیلی سکیورٹی فورسز میں 'خدمات' ادا کرتے ہیں۔ شریعتِ مطہرہ فوجی و سویلین کی

جدید تفریق کی قائل نہیں۔ شریعتِ مطہرہ کے یہاں ہر وہ شخص جو لڑنے کی صلاحیت رکھتا ہو ’حربی‘ کہلاتا ہے، مقاتل یاcombatant، البتہ اس میں ایسے بوڑھے جو جنگ لڑنے کی صلاحیت ہی نہ رکھتے ہوں (بشمول مسلمانوں کے خلاف مشورے دینے کی صلاحیت کے)، ایسے راہب و عابد و پادری جن کا جنگ سے کوئی تعلق نہ ہو اور عورتیں بچے وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن اسرائیلی فوج میں تو اسرائیل کی عام عورتیں بھی ’خدمات‘ فراہم کرتی ہیں۔ یہودیوں کے چھوٹے بچے حربی نہیں، لیکن یہ نقطہ یاد رہے کہ وہ سبھی جدید ہتھیاروں کی ٹریننگ سکولوں میں حاصل کرتے ہیں، انٹرنیٹ پر بکھری تصویریں اس کی گواہ ہیں۔ جس ملک میں چھوٹے چھوٹے بچے خودکار اسلحے کی ٹریننگ رکھتے ہوں وہاں کی عورتیں بھی بالیقین اسلحہ چلانا جانتی ہوں گی، اس کے باوجود مجاہدینِ اسلام نے ان پر ہاتھ نہیں اٹھایا بلکہ ان یہودی عورتوں کی عزت وناموس کی بھی حفاظت کی۔ دسیوں ایسی ویڈیوز منظرِ عام پر آچکی ہیں جہاں مجاہدینِ اسلام کا ترحم ان عورتوں اور بچوں کے ساتھ لائقِ دید ہے جہاں وہ یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دورانِ جنگ عورتوں اور بچوں کو مارنے سے منع کیا ہے بلکہ خود یہودی عورتوں کے بیانات وانٹرویوز آرہے ہیں جہاں وہ مجاہدین کے اچھے اخلاق وبرتاؤ کی تعریف کررہی ہیں۔ دوسری طرف اسرائیلی بوڑھوں کی ویڈیوز خبر رساں ادارے نشر کررہے ہیں جہاں پچانوے سال سے بھی زیادہ بوڑھے اسرائیلی آج کی جنگ میں شریک ہیں اور کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو جہاں پاؤ وہاں مارو۔ اسرائیل دنیا کی وہ نظریاتی ومذہبی ریاست ہے جس میں بسنے والا ایک ایک یہودی قابض و غاصب ہے۔ قابض و غاصب کے خلاف جنگِ حریت کی اجازت تو امریکی غلام ادارہ ’اقوامِ متحدہ‘ بھی دیتا ہے۔ مشرقی تیمور، جنوبی سوڈان اس کی مثالیں ہیں۔

مجاہدینِ فلسطین نے اپنی مظلوم مسلمان ملت کا بدلہ لیا، اور اپنے معصومین کی جان بچانے والی ادویہ تک پر پابندی لگانے والے اسرائیل پر جوابی حملہ کیا۔ اس حملے کو اسرائیل سمیت امریکہ، برطانیہ، فرانس اور دیگر یورپی ممالک نے ’دہشت گردی‘ قرار دیا۔ دہشت گردی کی تعریف و تعبیر میں ہم مسلمانوں کے یہاں اہلِ مغرب کی ہی محنتوں کے صلے میں اختلاف پیدا ہوا ہے، لیکن یورپ وامریکہ میں ’دہشت گردی‘ کی تعریف و تعبیر بہت واضح ہے۔ نائن الیون کے حملے دہشت گردی ہیں، ملا عمر، اسامہ بن لادن، ایمن الظواہری، احمد یاسین، عبد العزیز رنتیسی سب دہشت گرد ہیں اور ان کے افعال دہشت گردی۔

اسرائیل کے خلاف فلسطینی مزاحمت بھی دہشت گردی یا ٹیررازم ہے۔

آج کے معرکۂ 'طوفان الاقصیٰ' نے ٹیررازم کے فلسفے کی قلعی کھول دی ہے۔

امریکہ فساد کی جڑ ہے

طوفان الاقصیٰ کے معرکے کے بعد جس طرح امریکہ اپنے اتحادیوں (خصوصاً فرانس و برطانیہ) سمیت اسرائیل کی حفاظت کو لپکا اور دوڑا، یہ واضح کرتا ہے کہ اسرائیل خود اپنی حفاظت و دفاع سے قاصر ہے۔ گنبدِ آہنی بھی امریکہ ہی کا عطا کردہ ہے، فروری ۲۰۲۲ء تک امریکہ اسرائیل کو ایک سو پچاس کھرب ڈالر (150 Billion USD) کی امداد دے چکا ہے، ۱۹۹۹ء میں ایک یادداشت (memorandum) کے مطابق امریکہ ۲۰۰۹ء تک سالانہ بنیادوں پر دو اعشاریہ چھ سات کھرب ڈالر (2.67 Billion USD) صرف عسکری امداد کے طور پر اسرائیل کو دیتا تھا۔ ۲۰۰۹ء تا ۲۰۱۹ء کے لیے اس سالانہ امداد کو بڑھا کر تین کھرب ڈالر (3 Billion USD) کر دیا گیا اور پھر ۲۰۱۹ء میں سہ بارہ اس امداد کو سالانہ بنیادوں پر بڑھایا گیا اور اب امریکہ اسرائیل کو ہر سال تین اعشاریہ آٹھ کھرب ڈالر (3.8 Billion USD) عسکری امداد کے طور پر دیتا ہے۔ یعنی ۱۹۹۹ء سے ۲۰۲۳ء تک صرف عسکری مد میں امریکہ اسرائیل کو اکہتر اعشاریہ نو کھرب ڈالر (71.9 Billion USD) کی امداد دے چکا ہے۔[۱]

امریکی صدر ٹرمپ بیت المقدس گیا اور بعد میں اس نے القدس (یروشلم) کو اسرائیل کا دار الحکومت قرار دیا، تسلیم کیا اور اسرائیل کے لیے امریکی سفارت خانہ یروشلم منتقل کرنے کا اعلان کیا۔

امریکی صدر جو بائیڈن کا وہ قول تو آج بہت معروف ہے جس میں اس نے اکتوبر ۲۰۲۲ء میں کہا کہ 'اگر اسرائیل نہ ہوتا تو ہمیں خود ایک اسرائیل بنانا پڑتا'، (If there was no Israel we'd have to invent one.)۔[۲]

---

[۱] US Foreign Aid to Israel (https://fas.org/sgp/crs/mideast/RL33222.pdf)

[۲] The New Arab

یہ امریکہ ہی اسرائیل کا سب سے بڑا حامی ہے۔ سوچیے ایک ہزار فدائی مجاہدین کے 'اسرائیلی' حدود میں داخلے اور حملوں کے سبب امریکہ اپنا بحری بیڑا، برطانیہ اپنے دو بحری جنگی جہاز اور فضائی نگرانی کے سسٹم اسرائیل کے لیے وقف کر دیتا ہے، وہ برطانیہ جو اپنی تاریخ کے عمیق سیاسی و اقتصادی بحران کا سامنا کر رہا ہے اور وہ امریکہ جس کا حالیہ صدر امریکی تاریخ کی کمزور ترین سیاسی شخصیات میں شامل ہوتا ہے۔ امریکہ اپنے عوام کے ٹیکسوں سے ان کے لیے طبی سہولیات اور ملازمتیں پیدا نہیں کر رہا بلکہ غاصب اسرائیل کی حفاظت پر اپنے ٹیکس دہندگان کا پیسہ خرچ کر رہا ہے۔

اہلِ فلسطین کی مدد کیسے کی جائے؟

اہلِ فلسطین کی مدد دراصل اہلِ اسلام اور اسلام کی مدد ہے، قبلۂ اول کی نصرت اور آخرت کا توشہ ہے۔ بے شک اہلِ فلسطین کی مدد کئی طریقوں سے کی جاسکتی ہے۔ ان میں سے چند یہ ہو سکتے ہیں:

سب سے بڑا جو دشمن اس سے سب سے پہلے جنگ!

اسرائیلی جارحیت کے خلاف براہِ راست مقاومت و مزاحمت یا قتال فی سبیل اللہ زمینی اعتبار سے ایک مشکل امر ہے کہ نام نہاد 'اسرائیل' کے ایک طرف سمندر اور تین طرف ان عرب ممالک کی سرحدیں واقع ہیں جہاں کے حکمران امریکی کٹھ پتلی اور بے دام کے غلام ہیں۔ اسرائیل کے خلاف اہلِ اسلام وہی کر سکتے ہیں جو 'طوفان الأقصیٰ' کی صورت میں 'کتائب القسام' کے مجاہدین نے کیا ہے۔ کتائب القسام کے مجاہدوں کی ہزار بار تحسین لیکن ہم جانتے ہیں کہ غاصب اسرائیل کے خاتمے کے لیے جن معرکوں کی ضرورت ہے ان میں 'طوفان الأقصیٰ' پہلا فیصلہ کن اور بڑا معرکہ ہے لیکن اس نوعیت کے معرکے اسرائیل (جس کی پشت پر طاغوتِ اکبر امریکہ کھڑا ہے) کو یقیناً کمزور کرتے ہیں لیکن پچھاڑ نہیں سکتے۔

- اس کے باوجود جو اہلِ ایمان اہلِ فلسطین کے ساتھ جانی و مالی مدد میں براہِ راست شریک ہونے کا طریق پائیں تو وہ اپنی جانوں اور اپنے مالوں سے ان کی نصرت و حمایت کریں۔

- مجاہدینِ اسلام جہاں جہاں برسرِ جہاد ہیں، مثلاً پاکستان، کشمیر و بنگلہ دیش، یمن، مالی، الجزائر، شام، صومالیہ وغیرہ تو وہ وہاں وہاں اپنی جہادی قوت میں اضافہ کریں اور اپنے جہاد میں مزید تیزی و قوت لائیں۔ اپنی اپنی سرزمینوں اور اپنے زیرِ قبضہ علاقوں کو جہادی مراکز میں تبدیل کیا جائے اور امریکہ و اسرائیل کے نیو ورلڈ آرڈر کے تحت کفریہ عالمی حکومت کو گرانے کے لیے مقامی جہاد عالمی جہاد کی نصرت میں سرگرمِ عمل ہو جائے۔
- آج عالَمِ اسلام کے حکمرانوں کی روش سبھی کے سامنے ہے۔ یہی حکمران اور ان کی افواج ہیں جو آج غیور و جسور مسلمانوں کو یہود پر حملہ آور ہونے سے روکے ہوئے ہیں، یہی نام نہاد حکمران ہیں جو یہود کے سب سے بڑے موئید و حامی امریکہ کے کہیں فرنٹ لائن اتحادی ہیں، کہیں اپنی سرزمینوں پر شاہ عبد العزیز ائیر بیس، شاہ فہد ائیر بیس، شاہ خالد ائیر بیس اور کہیں العدید ائیر بیس فراہم کرتے ہیں، پھر ان ائیر بیسوں میں پلنے والوں کا خرچہ مسلمانوں کی دولت 'خام تیل اور قدرتی گیس' سے پورا کرتے ہیں اور پھر انہی فوجوں کو اور کہیں انہی ائیر بیسوں سے طیارے اڑوا کر اخیارِ امت پر بم برسانے میں سہولت کاری کرتے ہیں۔ پس سارے عالمِ اسلام کے مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے حکمرانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور مؤثر عوامی تحریکوں کے ذریعے اپنے ممالک کے حکمرانوں کو مجبور کریں کہ وہ امریکہ و اسرائیل کی حمایت سے باز آجائیں۔
- آخری لیکن اہم ترین نقطہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے لیے اسرائیل تک پہنچنا مشکل ہے، لیکن اسرائیل کے سب سے بڑے پشت پناہ امریکہ ثم برطانیہ و فرانس اور دیگر یورپی ممالک کے مفادات امریکہ و یورپ سمیت پوری دنیا میں بکھرے ہوئے ہیں۔ پس دنیا کے جس بھی کونے میں جہاں کوئی اسرائیلی، امریکی، برطانوی و فرانسیسی یا دیگر اسرائیل کے حامی یورپی ملیں تو ان کو وہیں قتل کیا جائے۔ آج کی دنیا گلوبل ویلیج ہے جہاں سبھی کے مفادات پوری دنیا میں بکھرے ہوئے ہیں، بے شک یہود ایک مقدس زمین کا نظریہ و عقیدہ رکھتے ہیں اس لیے دریائے نیل و فرات کے درمیان رہنا چاہتے ہیں، لیکن اسرائیل کے حامیوں کا ایسا کوئی مقدس نظریہ و عقیدہ نہیں، وہ پوری دنیا میں موجود ہیں۔ اگر امریکہ، یورپ و آسٹریلیا

سے یہودی جہاز بھر بھر کے اسرائیل کی فوجی حمایت کے لیے آسکتے ہیں تو انہی مرد و زن فوجیوں کو امریکہ، یورپ و آسٹریلیا میں کیوں نشانہ بنا کر جہنم واصل نہ کیا جائے۔ اس کے علاوہ امریکیوں پر ایک ایسی ضرب اور ایک ایسی جنگ مسلط کی جائے جو امریکیوں کو اسرائیل کی حمایت و حفاظت کا خیال بھلا دے۔

نبیؐ کے سپاہی بنو!...... دنیا بھر کی افواج میں موجود غیرت مند مسلمان فوجیوں اور افسروں کے نام

۴ جون ۲۰۲۳ء کو ایک مصری فوجی محمد صلاح ابراہیم نے اسرائیل مصر سرحد پر تین اسرائیلی فوجیوں کو قتل کیا اور پھر شہادت کا جام پی کر جناتِ عدن کو روانہ ہوا۔ پھر ۸ اکتوبر ۲۰۲۳ء کو جب معرکۂ طوفان الأقصیٰ کو شروع ہوئے دوسرا دن تھا تو ایک مصری پولیس افسر نے مصر کے شہر اسکندریہ میں تین اسرائیلی یہودی مردوں کو اپنی ذاتی پستول سے نشانہ بنایا، دو یہودی موقع پر ہلاک ہو گئے، ایک زخمی حالت میں مدد کو پکار تا رہا جبکہ ان یہودیوں کے ساتھ آئی عورت کو اس مردِ مجاہد نے کچھ نہ کہا۔

یہ دو واقعات تو حال ہی میں پیش آئے، جبکہ امریکی فوج میں فلسطینی نژاد میجر نضال حسن نے پچاس کے قریب امریکی فوجیوں کو امریکی فوجی اڈے فورٹ ہوڈ، ٹیکساس میں محض اپنی گلاک پستول سے نشانہ بنایا جن میں تیرہ فوجی ہلاک ہوئے۔ سعودی جنگی ہوا باز محمد سعید شمرانی نے پینسا کولا کی امریکی نیول بیس میں تین امریکی فوجیوں کو قتل کیا اور پھر خود بھی شہادت کا جام پی کر جنت کو روانہ ہوئے۔ پاکستان میں پنجاب پولیس کے سپاہی غازی ممتاز حسین قادری نے ۴ جنوری ۲۰۱۱ء کو پنجاب کے گورنر گستاخِ رسول سلمان تاثیر پر سرکار کی جانب سے الاٹ کردہ کلاشن کوف سے ستائیس گولیاں چلا کر اس گستاخِ رسول کو جہنم واصل کیا۔ سمندروں میں امریکی کمانڈ کے تحت سی ٹی ایف کی مہم میں شامل ذیشان رفیق اور اویس جاکھرانی نے بحر ہند میں امریکی بحری بیڑوں پر حملہ کرنے کی کوشش میں کئی امریکی غلام فوجیوں کو جہنم واصل کیا۔ یہ بھی چند واقعات صرف مثالیں ہیں ورنہ ایسی کئی دیگر مثالیں تاریخ میں مل سکتی ہیں۔

پس ان سبھی مسلمان فوجیوں کے دشمن پر حملہ کرنے میں بہترین نمونہ ہے، ان مسلمان فوجیوں اور افسروں کے نام کہ جن کے دلوں میں ایمان کی چنگاری جلتی ہے۔ اللہ جل جلالہ نے ان فوجیوں کو ہتھیار چلانے کی صلاحیت دی ہے،

ہتھیار ان کے ہاتھوں میں ہیں یا چند میٹر دور اور دشمنانِ دین خاص کر امریکیوں اور یہودیوں تک آسان رسائی ان کو حاصل ہے۔

ایسے میں اسلام کے خلاف جاری عالم گیر جنگ میں اہلِ اسلام کا ساتھ دیں، امریکیوں اور یہودیوں کے لیے ان کی محفوظ فوجی بیرکوں میں بھی جینا حرام کر دیں، اسی میں دنیا کی عزت بھی ہے اور آخرت کی فوز و فلاح بھی!

اہلِ قلم و اصحابِ اعلام (میڈیا) کے نام

درد مند اہلِ قلم اور اصحابِ اعلام (میڈیا اور سوشل میڈیا پر اثر رکھنے والے حضرات و خواتین) سے زیادہ کون اعلامی و فکری جنگ کی اہمیت اور قلم کی طاقت سے واقف ہے۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مبارک ہے:

”جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ.“ (رواه أبو داود والدارمي والنسائي وأحمد)

”مشرکین (کفار) کے خلاف اپنے مالوں، جانوں اور زبانوں سے جہاد کرو!“

معاشی بائیکاٹ

جس قدر ممکن ہو سکے تو مسلمان اپنی بنائی ہوئی اشیاء کا استعمال کریں، چاہے وہ اشیائے خورد و نوش ہو، پہننے کے کپڑے ہوں، سہولیاتِ سفر ہوں یا کمیونیکیشن کے آلات (موبائل و کمپیوٹر)، اور اگر اپنی بنائی اشیاء موجود نہ ہوں تو امریکہ کے مقابلے میں کم مضر دشمن کی بنائی اشیاء استعمال کرنے کی کوشش کی جائے۔ بے شک اپنی خواہشات کو دشمن کو نقصان پہنچانے کے لیے کنٹرول کرنا ہم میں سے ہر ایک کے بس میں ہے۔ ہم کوکا کولا کی جگہ مقامی برانڈ کا مشروب بھی پی سکتے ہیں۔ امریکی ایپل کی جگہ کم مضر جاپانی و کوریائی سیم سنگ استعمال کر سکتے ہیں۔ گوچی، ارمانی، لیوائز، پولو، ایڈیڈاس و نائیکی کی جگہ مقامی برانڈز اور مقامی درزیوں کے بنائے کپڑے پہن سکتے ہیں۔ میک ڈونلڈز جو آج اہلِ غزہ کے خلاف جاری اسرائیلی جنگ میں اسرائیلی یہودی فوجیوں کو مفت کھانا فراہم کر رہا ہے کی جگہ اپنے شہر کی کسی فاسٹ فوڈ کی دکان یا اپنے ملک کی مقامی فاسٹ فوڈ چین سے برگر و چپس کھا سکتے ہیں۔

اپنی اپنی ضرورت و استطاعت کے بقدر امریکی و یورپی و اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ نتیجتاً کفر کی معیشت کو کمزور کرے گا، البتہ جو مسلمان اس بائیکاٹ کی استطاعت نہ رکھتا ہو یا جس کی ضروریات دشمن ہی کے برانڈز سے وابستہ ہوں تو ہم اہلِ ایمان کو اپنے اس مسلمان بھائی کے لیے عذر کا فائدہ ضرور دینا چاہیے۔

دعائیں

حدیث شریف میں وارد ہے کہ دعا مومن کا ہتھیار ہے،'الدعاء سلاح المؤمن'[1]۔ آج کے بے عملی کے زمانے میں ٹی وی سکرینوں کے سامنے آرام صوفوں اور آرام تکیوں سے ٹیک لگا کر ہم کبھی کبھی اپنی بے عملی کے سبب بس دعا ہی کو اصل قرار دیتے ہیں، یہ رویہ شرعاً و عقلاً درست نہیں۔ لیکن جو واقعتاً کوئی اور راہ نہ پاتا ہو تو گڑ گڑا گڑ گڑا کر اہلِ فلسطین سمت دنیا بھر کے مسلمانوں اور مظلوموں کے لیے دعائیں کرنا، قنوتِ نازلہ کا اہتمام کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور حقیقتاً بہت بڑا ہتھیار ہے۔ پس ان دعاؤں کا اپنی ذاتی و اجتماعی محفلوں میں انعقاد لازمی ہے۔ خود بھی دعائیں کیجیے، اپنے اہل و اولاد سے بھی کروائیے اور اپنی مساجد کو بھی ان دعاؤں سے آباد کیجیے، بے شک اللہ جلَّ جلالہٗ کوئی دعا رد نہیں فرماتے، کہا تمہارے رب نے کہ مجھ سے (دعا) مانگو، میں تمہیں عطا کروں گا 'وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ'۔ خاص کر تہجد اور جمعے کی خاص قبولیت کی گھڑیوں میں دعائیں ضرور مانگیے۔

«اللَّهُمَّ اهْدِنا فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِا فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنَا فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لَنَا فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ.»[2]

«اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، وَمُجْرِيَ السَّحَابِ، وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ، اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ.»[3]

---

[1] المستدرک الحاکم

[2] سنن أبي داود، ونسائي وابن ماجة وغيرهم

[3] (متفق عليه)

علمائے کرام سے گزارش

مخلوق کی ترشید وہدایت کارِ پیغمبری ہے۔ پیغمبروں کے وارث علمائے کرام ہیں، کما جاء في الحديث: إنّ العلماء ورثة الأنبياء[1]۔ یہی علمائے کرام امتِ مسلمہ کے حقیقی رہبر ہیں۔ آج عالمِ کفر، خصوصاً یہودِ نامسعود کے خلاف امت کو منظم کر کے کھڑا کرنا، یہود اور ان کے حامیوں خاص کر امریکہ کی حقیقت امتِ مسلمہ کے سامنے بیان کرنا، اپنے فتاویٰ اور خطبات سے امت کو اس کے فرض کی طرف بلانا، ایک بہترین کاوش ہو سکتی ہے۔

'مسلمان' حکمرانوں کے نام

دنیا بھر کے مسلمان ممالک کے حکمرانوں کی روش سب کو اچھی طرح سے معلوم ہے۔ ان کے جرائم اگر امریکہ و اسرائیل سے زیادہ نہیں تو ان سے کم بھی نہیں بلکہ کم از کم مساوی ہیں۔ پاکستان تا سعودی عرب و قطر و کویت، ترکی، عرب امارات و مصر و سوڈان سبھی کے حکمران امریکہ کے براہِ راست تابع اور دوست ہیں اور ان میں سے کئی آج اسرائیل کے ساتھ بھی براہِ راست بڑے گہرے اور شیریں تعلقات کے حامل ہیں۔ اگر ان میں کچھ حمیتِ اسلامی اور غیرتِ ایمانی بلکہ ایمان و اسلام کا رائی کے دانے کے برابر بھی کچھ حصہ باقی رہ گیا ہے تو ان کے لیے ان احادیث میں بڑی عبرت ہے:

> جَاءَ عُبَادَةُ بْنُ الصامت من بني الحارث بن الْخَزْرَجِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ لِي مَوَالِي مَنْ يَهُودٍ كَثِيرٌ عَدَدُهُمْ، وَإِنِّي أَبْرَأُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ مِنْ وَلَايَةِ يَهُودٍ، وَأَتَوَلَّى الله ورسوله، فقال عبد الله بن أبي: إِنِّي رَجُلٌ أَخَافُ الدَّوَائِرَ لَا أَبْرَأُ مِنْ وِلَايَةِ مَوَالِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ «يَا أَبَا الْحُبَابِ، مَا بَخِلْتَ بِهِ مِنْ وَلَايَةِ يَهُود عَلَى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَهُوَ لَكَ دُونَهُ» قَالَ: قَدْ قَبِلْتُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ○ فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ

---

[1] رواه أبو داود والترمذي

يَقُولُونَ نَخْشَى أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِنْ عِنْدِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَى مَا أَسَرُّوا فِي أَنْفُسِهِمْ نَادِمِينَ ○ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جو قبیلۂ خزرج سے تعلق رکھتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا: 'یارسول اللہؐ بہت سے یہودیوں سے میری دوستی ہے مگر میں ان سب کی دوستیاں توڑتا ہوں، مجھے اللہ اور اس کے رسولؐ کی دوستی کافی ہے'۔ اس پر عبد اللہ ابن ابی (یہ بھی خزرج سے تھا) نے کہا 'میں دور اندیش ہوں، دور کی سوچنے کا عادی ہوں، مجھ سے یہ نہ ہو سکے گا، نجانے کس وقت کیا موقع پڑ جائے؟'۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 'اے عبد اللہ! تُو عبادہ کے مقابلے میں بہت ہی گھاٹے میں رہا، اس پر یہ آیتیں اتریں: 'اے ایمان والو! یہودیوں اور نصرانیوں کو یارومددگار نہ بناؤ، یہ خود ہی ایک دوسرے کے یارومددگار ہیں اور تم میں سے جو شخص ان کی دوستی کا دم بھرے گا تو پھر وہ انہی میں سے ہو گا۔ یقیناً اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ چنانچہ جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) روگ ہے، تم انہیں دیکھتے ہو کہ وہ لپک لپک کر ان میں گھستے ہیں، کہتے ہیں: ہمیں ڈر ہے کہ ہم پر کوئی مصیبت کا چکر آ پڑے گا لیکن کچھ بعید نہیں کہ اللہ (مسلمانوں کو) فتح عطا فرمائے یا اپنی طرف سے کوئی اور بات ظاہر کر دے اور اس وقت یہ لوگ اس بات پر پچھتائیں جو انہوں نے اپنے دلوں میں چھپا رکھی تھی'۔

اسی طرح تفسیر ابنِ کثیر اور تفسیرِ طبری میں وارد ہے کہ[1]:

جب یہودیوں کے اس قبیلہ (بنو قینقاع) سے مسلمانوں کی جنگ ہوئی اور بفضل رب یہ غالب آ گئے تو اب عبد اللہ بن ابی آپ سے کہنے لگا، اے محمدؐ میرے دوستوں کے معاملے میں مجھ پر احسان کیجیے، یہ لوگ خزرج کے ساتھی تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے

[1] اصل عبارت تفسیرِ ابن کثیر (مترجم) کی ہے البتہ راقم نے یہاں قوسین میں تفسیرِ طبری کے بعض الفاظ کا اضافہ نقل کر دیا ہے۔

کوئی جواب نہ دیا، اس نے پھر کہا، آپ نے منہ موڑ لیا، یہ آپ کے دامن سے چپک گیا(دوسری روایت میں ہے کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کا گریبانِ مبارک پکڑ لیا)، آپ نے غصہ سے فرمایا کہ چھوڑ دے، اس نے کہا نہیں! میں نہ چھوڑوں گا، یہاں تک کہ آپ ان کے بارے میں احسان کریں، ان کی بڑی پوری جماعت ہے اور آج تک یہ لوگ میرے طرفدار رہے اور ایک ہی دن میں یہ سب فنا کے گھاٹ اتر جائیں گے۔ مجھے تو آنے والی مصیبتوں کا کھٹکا ہے۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، 'جاوہ سب تیرے لیے ہیں'۔

ایک روایت میں ہے کہ "جب بنو قینقاع کے یہودیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی اور اللہ نے انہیں نیچا دکھایا تو عبد اللہ بن ابی ان کی حمایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کرنے لگا اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے باوجودیکہ یہ بھی ان کے حلیف تھے لیکن انہوں نے ان سے صاف برأت ظاہر کی"۔

اسی طرح سنن أبي داود اور دیگر کتبِ تفسیر وحدیث کی روایات میں ہے (مفہوم عرض ہے) کہ جب عبد اللہ ابن ابی کا آخری وقت آیا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف لانے کو کہا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے آخری وقت میں بھی اس سے فرمایا: «قَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عَنْ حُبِّ يَهُودَ» 'بے شک میں تجھے یہود سے دوستی رکھنے سے منع کیا کرتا تھا!'۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ یہود سے دوستی و محبت ہی عبد اللہ ابن ابی منافق کے کفر پر مرنے کا سبب بنی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے استغفار کی اور اس کا جنازہ پڑھایا، لیکن آپؐ کی استغفار بھی اس کے کام نہ آئی، اس کو سُوئے خاتمہ نصیب ہوا اور اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے فرمایا کہ آپؐ چاہے ان کے لیے ستّر مرتبہ بھی استغفار فرمائیں تب بھی اللہ اسے معاف نہ کرے گا، 'إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ'۔

پس اگر آج مسلم ممالک کے ان حکمرانوں جن میں سرِ فہرست ابنِ سلمان، ابنِ زاید، سیسی، تمیم اور ان کے واسطے سے عاصم منیر[1] شامل ہیں، میں واقعی ایمان موجود ہے تو وہ یہود و نصاریٰ سے ترکِ موالات کی شرعی روش اپنائیں کہ یہود سے دوستی بڑے گھاٹے کا سودا ہے اور اس کا انجام سُوئے خاتمہ ہے۔

اب ڈیرے منزل ہی پہ ڈالے جائیں گے

یہودی نیتن یاہو نے نام نہاد ریاست 'اسرائیل' پر ہونے والے حملوں کے بعد کہا تھا کہ ہم مشرقِ وسطیٰ کا نقشہ بدل دیں گے۔ لیکن اس یہودی فتنہ گر کو خبر ہو کہ مشرقِ وسطیٰ نہیں صفحۂ ہستی کا سارا ہی نقشہ بدلنے کا وقت آ گیا ہے۔ آج امت کی سربلندی کے خوابوں کی تعبیریں بتانے والا اقبالؒ موجود نہیں، لیکن اقبالؒ نے صد سال قبل جس منظر کی پیش گوئی کی تھی، ہم آج وہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں:

نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو الٹ دیا تھا
سنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہو گا

بے شک وہ شیر ہوشیار ہو گیا ہے اور باذن اللہ اس شیر کی چنگھاڑ سے پوری ملتِ اسلامیہ بیدار ہو جائے گی! اہلِ اسلام کی فتح و ظفر کا زمانہ اور خلافۃ علی منہاج النبوۃ کے قیام کا وقت بہت قریب آ لگا ہے۔ کس نے سوچا تھا کہ مٹھی بھر مجاہدین غزہ کی پٹی سے نکلیں گے اور یہ چند مجاہدین، شاید ایک ہزار یا اس سے کچھ زیادہ یا کم دنیا کی سبھی سپر طاقتوں کو 'طوفان الأقصیٰ' کی لپیٹ میں لا کر ناکوں چنے چبوا دیں گے۔ دنیا کے شرق و غرب سے آواز آ رہی ہے:

---

[1] چند ہفتے قبل پاکستان فوج کے چیف عاصم منیر نے ابنِ سلمان سے عرب کے صحرا میں ایک خیمے میں ملاقات کی۔ کہتے ہیں کہ عرب جب کسی سے خاص ملاقات کرنا چاہتے ہیں تو اس کو صحرا میں خیمے میں مدعو کرتے ہیں۔ عرب صحافی سامی حمدی کے بقول (راقم کے الفاظ میں) 'جس طرح اسرائیل سے تعلقات کی 'نارملائزیشن' کے دوران ابنِ زاید بحرین اور سوڈان کے حکمرانوں کو اسرائیل کی خدمت میں لے کر گیا، ابنِ سلمان پاکستان کے حکمرانوں (جو دراصل فوج ہی ہے) کو اسرائیل کے چرنوں میں لے کر جائے گا اور صحرا میں نصب خیمے میں ابنِ سلمان اور عاصم منیر کی یہی بات چیت ہوئی'۔ وللہ الحمد! اللہ پاک مجاہدینِ فلسطین کو جزائے خیر سے دنیا و آخرت میں نوازے، ان کی حفاظت فرمائے اور انہیں فتح و ظفر سے ہم کنار کرے کہ انہوں نے ابنِ سلمان کی اسرائیل سے 'نارملائزیشن' کی سیاست کو بیخ سے ہی اکھاڑ پھینکا!

اے خاک نشینو اٹھ بیٹھو، وہ وقت قریب آ پہنچا ہے
جب تخت گرائے جائیں گے، جب تاج اچھالے جائیں گے

اب ٹوٹ گریں گی زنجیریں، اب زندانوں کی خیر نہیں
جو دریا جھوم کے اٹھے ہیں، تنکوں سے نہ ٹالے جائیں گے

کٹتے بھی چلو، بڑھتے بھی چلو، بازو بھی بہت ہیں، سر بھی بہت
چلتے بھی چلو، کہ اب ڈیرے منزل ہی پہ ڈالے جائیں گے

اے قدس! تجھے تیری عظمت لوٹانے کے لیے تیرے پاسبان، کاشغر تا ساحلِ نیل لڑ رہے ہیں اور عنقریب تیرے یہ فدائی پاسبان تیرے شہر کی مسجد میں، جس مسجد میں بعد از خدا بزرگ و برتر، حبیبِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے سبھی انبیاء علیہم السلام کی امامت کی تھی، اسی مسجدِ اقصیٰ کے صحن میں جمع ہوں گے، ان شاء اللہ!

اللهم وفقنا لما تحب و ترضى وخذ من دمائنا حتى ترضى. اللهم زدنا ولا تنقصنا وأكرمنا ولا تهنّا وأعطنا ولا تحرمنا وآثرنا ولا تؤثر علينا وأرضنا وارض عنا. اللهم إنّا نسئلك الثّبات في الأمر ونسئلك عزيمة الرشد ونسئلك شكر نعمتك وحسن عبادتك. اللهم انصر من نصر دين محمد صلى الله عليه وسلم واجعلنا منهم واخذل من خذل دين محمد صلى الله عليه وسلم ولا تجعلنا منهم، آمين يا ربّ العالمين!

[قبل از ظہر، یکم ربیع الثانی ۱۴۴۵ھ/ ۱۶ اکتوبر ۲۰۲۳ء]